طبع اوّل: ربیع الثانی 1440ھ / جنوری 2019 ش

اوقاتِ نماز کے ایک اہم پہلو سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے

مطالعہ کیجیے

نماز کے مکروہ اوقات

اقسام - احکام - تفصیلات

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

وقت پر نماز ادا کرنے کی اہمیت:

نماز ان عظیم الشان عبادات میں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے وقت کے ساتھ وابستہ کیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں کہ:

إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتٰبًا مَّوْقُوتًا. (سورۃ النساء آیت:103)

ترجمہ: نماز مؤمنوں پر ایک مقرر وقت پر فرض ہے۔

اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی متعدد احادیث مبارکہ میں وقت پر نماز ادا کرنے کا حکم اور ترغیب بیان فرمائی ہے، چنانچہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز وقت پر ادا کرنا۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا». (صحیح بخاری حدیث:7534)

قرآن وسنت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مقررہ وقت پر نماز ادا کرنا نہایت ہی اہمیت رکھتا ہے کیوں کہ جب کسی نماز کا وقت ہی نہ ہوا ہو تو وقت سے پہلے اس کی ادائیگی کیسے درست ہو سکتی ہے؟ اور اسی طرح کسی شدید عذر کے بغیر نماز کو وقت پر ادا نہ کرنا اور قضا کر دینا بڑا گناہ ہے۔

نمازوں کے اوقات سے متعلق علم حاصل کرنے کی اہمیت:

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ کسی بھی چیز پر عمل سے پہلے اس سے متعلق صحیح علم حاصل کرنا ضروری ہے کیوں کہ اس کے بغیر ٹھیک طرح عمل ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی طرح نمازوں کو مقررہ اوقات پر ادائیگی کے لیے اور مکروہ اوقات سے بچنے کے لیے اوقاتِ نماز سے متعلق علم حاصل کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔

وقتی فرض نماز کے اوقات کی اقسام:

فرض نماز کے وقتِ ادا سے مراد وہ وقت ہے کہ جس میں پڑھی جانے والی نماز ادا شمار ہوتی ہے،

اور جب وہ وقت گزر جائے تو اس کے بعد وہ نماز قضا کہلاتی ہے۔

فرض نماز کے اس وقتِ ادا کی تین اقسام ہیں:

1۔ مستحب وقت:

اس سے مراد وہ وقت ہے کہ جس میں نماز ادا کرنا افضل اور بہتر ہے۔اس لیے نماز ادا کرتے وقت نماز کے مستحب اور مسنون وقت کی رعایت کرنی چاہیے،اس سے اجر و ثواب میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

2۔ مکروہ وقت اور ممنوع وقت:

جو مکروہ وقت فرض نماز کے وقتِ ادا ہی میں ہو تو اس میں پڑھی جانے والی وقتی فرض نماز ادا ہی شمار ہوتی ہے نہ کہ قضا، البتہ اُس نماز کو بلا عذر اس قدر مؤخر کرنا کہ مکروہ وقت داخل ہو جائے یہ ناجائز ہے،اس لیے نماز کو اس قدر مؤخر نہیں کرنا چاہیے کہ مکروہ وقت داخل ہو جائے، بلکہ نماز کو مستحب وقت یا کم از کم جائز وقت ہی میں ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔

وضاحت: بعض مکروہ اوقات فرض نماز سے متعلق ہوتے ہیں، جبکہ بعض صرف نفل نماز سے متعلق ہوتے ہیں کہ ان میں نفل نماز جائز ہی نہیں ہوتی، جبکہ بعض مکروہ اوقات نفل نماز سمیت قضا نمازوں، سجدہ تلاوت اور نمازِ جنازہ سے بھی تعلق رکھتے ہیں، جن کی تفصیل آگے بیان ہو گی ان شاءاللہ۔

3۔ جائز وقت:

اس سے مراد وہ وقت ہے کہ جو مستحب بھی نہ ہو اور مکروہ بھی نہ ہو بلکہ ایک جائز وقت ہو۔

ذیل میں مکروہ اوقات سے متعلق تفصیل بیان کی جاتی ہے تاکہ ہر مسلمان ان سے بخوبی آگاہ ہو سکے۔

فرض نماز کی ادائیگی میں وقتِ مستحب کی رعایت:

ایک مؤمن سے شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ نماز کی ادائیگی کا بھرپور اہتمام کرے کہ نماز اس کی زندگی میں اوّلین ترجیحی حیثیت اختیار کرلے،اور نماز کی ادائیگی میں وقتِ ادا کی رعایت نہایت ہی ضروری ہے کہ کسی شدید اور معتبر عذر کے بغیر نماز قضا کرنا سنگین گناہ ہے، پھر وقتِ ادا میں بھی افضل اور مستحب

کی رعایت کرنا چاہیے تاکہ نماز کی ادائیگی نہایت ہی خوبی کے ساتھ ہو اور اس کے اجر وثواب میں اضافہ ہوسکے۔ اس لیے مکروہ اوقات کا علم ہونا بھی ضروری ہے تاکہ نماز کی ادائیگی مکروہ اوقات میں نہ ہو۔

مکروہ اوقات اور ان کے احکام

مکروہ اوقات کی اقسام:

مکروہ اوقات کی دو قسمیں ہیں:

(1): پہلی قسم میں یہ تین مکروہ اوقات ہیں:

1: سورج طلوع ہونے کا وقت:

جب سورج طلوع ہونے لگتا ہے تو مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے جو کہ کم از کم دس منٹ تک رہتا ہے۔ اوقاتِ نماز کے نقشوں میں طلوعِ آفتاب کا جو وقت لکھا ہوا ہوتا ہے اُس کے بعد سے کم از کم دس منٹ تک مکروہ وقت رہتا ہے۔

(صحیح البخاری حدیث: 583، رد المحتار، اعلاء السنن، احسن الفتاویٰ، دائمی نقشہ اوقاتِ نماز از جامعہ دار العلوم کراچی)

2: دوپہر کو سورج کے اِستوا کے وقت:

سورج طلوع ہونے کے بعد سے لے کر سورج ڈوبنے تک پورے دن کا جتنا بھی وقت ہے ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے تو ان دونوں کے درمیانی حصے کو ’’نصف النہار عرفی‘‘ یعنی آدھا دن کہتے ہیں، یہی وہ وقت ہوتا ہے جب سورج خطِّ استواء سے گزر رہا ہوتا ہے، یعنی اس وقت سورج ہمارے سیدھ میں اوپر آسمان کے بیچ میں ہوتا ہے، جب سورج اس کیفیت سے گزر کر مغرب کی طرف ڈھلنے لگتا ہے تو اس کو زوال کہتے ہیں۔ شریعت کی نگاہ میں یہ نصف النہار (یعنی سورج کے استواء کا وقت) مکروہ وقت کہلاتا ہے۔ چوں کہ سورج تو استواء کے وقت ٹھہرتا نہیں بلکہ وہ اپنا سفر مسلسل جاری رکھے ہوئے ہوتا ہے، اس لیے استواء کا یہ وقت بہت ہی مختصر ہوتا ہے، جو کہ ایک منٹ سے بھی کم وقت میں پورا ہو جاتا ہے، البتہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اوقاتِ نماز کے نقشوں میں جو زوال کا وقت لکھا ہوا ہوتا ہے اس سے چند منٹ پہلے اور چند

منٹ بعد کے وقت کو مکروہ وقت شمار کرتے ہوئے اس میں نماز نہ پڑھی جائے، بعض اہل علم حضرات نے سہولت کے خاطر زوال کے وقت سے 5 منٹ پہلے اور 5 منٹ بعد احتیاط کرنے کی ترغیب دی ہے۔

(جامع الترمذی حدیث: 1030، آپ کے مسائل اور ان کا حل، عمدۃ الفقہ، دائمی نقشہ اوقاتِ نماز از جامعہ دار العلوم کراچی)

3: سورج ڈوبنے کا وقت:

جب سورج ڈوبنے کا وقت آتا ہے تو سورج کا رنگ پیلا پڑ جاتا ہے، اس کی طرف دیکھنے سے نگاہوں پر کچھ اثر نہیں پڑتا، یہاں سے مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے جو کہ تقریباً 15 منٹ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اوقاتِ نماز کے نقشوں میں جو غروبِ آفتاب کا وقت لکھا ہوا ہوتا ہے اس سے تقریباً 15 منٹ پہلے یہ مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے، اور یہ وقت ختم ہو جانے کے بعد مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

(صحیح البخاری حدیث: 583، رد المحتار، احسن الفتاوی، امداد الفتاوی، نفل اور سنت نمازوں کے فضائل اور احکام از مفتی محمد رضوان صاحب)

ان تین مکروہ اوقات کے احکام:

حکم نمبر 1: ان تین اوقات میں کوئی بھی نماز پڑھنا جائز نہیں، چاہے قضا نماز ہو یا نفل نماز، البتہ اگر کسی نے اُس وقت کی عصر کی نماز نہیں پڑھی ہو تو وہ عصر کے اِس مکروہ وقت میں بھی پڑھ سکتا ہے، اور یہ نماز ادا ہی شمار ہوگی نہ کہ قضا، البتہ عصر کی نماز میں بلا عذر اس قدر تاخیر کرنا کہ مکروہ وقت شروع ہو جائے، گناہ ہے۔ (جامع الترمذی حدیث: 1030، رد المحتار، البحر الرائق، آپ کے مسائل اور ان کا حل، دائمی نقشہ اوقاتِ نماز از جامعہ دار العلوم کراچی)

حکم نمبر 2: ان تین اوقات میں نمازِ جنازہ پڑھنا بھی جائز نہیں، البتہ اگر جنازہ انہی اوقات میں تیار ہو کر آجائے تو ایسی صورت میں ان مکروہ اوقات میں نمازِ جنازہ پڑھنا درست بلکہ بہتر ہے۔

(جامع الترمذی حدیث: 1030، سنن ابن ماجہ رقم: 1486 مع اعلاء السنن، رد المحتار، فتاویٰ محمودیہ)

حکم نمبر 3: اسی طرح ان تین اوقات میں سجدہ تلاوت ادا کرنا بھی جائز نہیں، البتہ اگر کسی نے انہی اوقات میں سجدہ تلاوت کی آیت پڑھ لی تو اس صورت میں ان اوقات میں سجدہ تلاوت ادا کرنا درست ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ ان اوقات کے بعد سجدہ تلاوت ادا کرے۔ (رد المحتار، اعلاء السنن، فتاویٰ محمودیہ)

حکم نمبر 4: ان تین مکروہ اوقات میں قرآن کریم کی تلاوت کرنا جائز ہے، البتہ بہتر یہ ہے قرآن کریم کی تلاوت کی بجائے درود شریف، استغفار یا کسی اور ذکر میں مشغول ہوا جائے۔

(الدر المختار مع رد المحتار، فتاویٰ محمودیہ)

(2): مکروہ اوقات کی دوسری قسم میں دو مکروہ اوقات ہیں:

1: فجر کا وقت داخل ہو جانے کے بعد سے لے کر سورج طلوع ہونے سے پہلے تک یعنی فجر کی نماز سے پہلے اور فجر کی نماز کے بعد کا وقت۔

(مسند احمد حدیث: 110، مصنف ابن ابی شیبہ حدیث: 7446 تا 7450، صحیح البخاری حدیث: 585، اعلاء السنن)

2: عصر کی نماز کے بعد سے لے کر غروبِ آفتاب کے مکروہ وقت سے پہلے تک۔

(مسند احمد حدیث: 110، صحیح البخاری حدیث: 585، رد المحتار، دائمی نقشہ اوقاتِ نماز از جامعہ دار العلوم کراچی)

ان دو مکروہ اوقات کے احکام:

حکم نمبر 1: ان دو اوقات میں صرف نفل پڑھنا جائز نہیں، اس کے علاوہ قضا نماز، سجدہ تلاوت اور نمازِ جنازہ سب کچھ جائز ہے۔ (رد المحتار، اعلاء السنن، دائمی نقشہ اوقاتِ نماز از جامعہ دار العلوم کراچی)

حکم نمبر 2: فجر کی سنتیں فجر کی فرض نماز سے پہلے پڑھنی چاہیے، اگر کسی نے فرض سے پہلے سنت نہیں پڑھی تو فرض پڑھ لینے کے بعد سورج طلوع ہونے تک سنت پڑھنا درست نہیں، بلکہ جب سورج طلوع ہو جائے تو پھر اس دن دوپہر کو وقتِ زوال سے پہلے تک ان سنتوں کی قضا پڑھ سکتے ہیں۔

(رد المحتار، دائمی نقشہ اوقاتِ نماز از جامعہ دار العلوم کراچی)

نوٹ: بہتر یہ ہے کہ اپنے ملک اور شہر کے ماہرینِ فن اہلِ علم کی تحقیق سے شائع ہونے والا کوئی مستند دائمی نقشہ اوقاتِ نماز اپنے پاس رکھا جائے، تاکہ اس کے ذریعے اوقاتِ نماز اور مکروہ اوقات معلوم کیے جا سکیں۔

عام نفل نماز کس وقت پڑھنا جائز ہے؟

عام نفل نماز کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں بلکہ یہ کسی بھی وقت ادا کی جاسکتی ہے، البتہ تین اوقات ایسے ہیں کہ جن میں نفل پڑھنا جائز نہیں جس کی تفصیل ما قبل میں بیان ہوچکی:

- صبح صادق سے لے کر سورج نکلنے تک۔
- دوپہر کو سورج کے استوا کے وقت۔
- عصر کی نماز سے لے کر مغرب تک۔

قضا نماز کس وقت ادا کرنا جائز ہے؟

قضا نماز ادا کرنے کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں بلکہ جب بھی موقع ملے تو ادا کرلینا چاہیے، البتہ تین اوقات میں قضا نماز پڑھنا جائز نہیں جن کی تفصیل مکروہ اوقات کی بحث میں بیان ہوچکی:

- طلوعِ آفتاب کے وقت۔
- دوپہر کو سورج کے استوا کے وقت۔
- جب سورج ڈوب رہا ہو، یہ مغرب کی نماز سے پہلے کا وقت ہے جو کہ تقریباً پندرہ منٹ پر مشتمل ہوتا ہے۔

عیدین کی نماز سے پہلے اور ان کے بعد نفل ادا کرنے کا حکم:

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید کی نماز سے پہلے کوئی بھی نفل نماز (چاہے اشراق ہو، چاشت ہو یا عام نفل نماز) ادا کرنا جائز نہیں، چاہے گھر میں ہو، مسجد میں ہو یا عید گاہ میں، البتہ عید کی نماز ادا کرلینے کے بعد مسجد یا عید گاہ میں تو نفل نماز ادا کرنا جائز نہیں، لیکن گھر آکر ادا کرنا جائز ہے چاہے اشراق ہو، چاشت ہو یا عام نفل نماز۔ (رد المحتار، عمدۃ الفقہ)

خطبے کے دوران نفل ادا کرنے کا حکم:

خطبے کے دوران بھی نفل اور سنت نماز ادا کرنا جائز نہیں۔ (رد المحتار)

بعض فرض نمازوں کے مکروہ اوقات کی تفصیل

عصر کی نماز کا وقتِ مکروہ:

ویسے تو عصر کا وقت مغرب تک رہتا ہے، مغرب کا وقت شروع ہوتے ہی عصر کی نماز قضا ہو جاتی ہے، البتہ عصر کی نماز میں بلا عذر اس قدر تاخیر کرنا گناہ ہے کہ سورج پیلا پڑ جائے اور اس کی طرف سہولت سے دیکھا جاسکے، جب سورج کی یہ حالت ہو جائے تو عصر کا مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے، اور یہ آخری تقریباً پندرہ منٹ ہوتے ہیں، یعنی یہ آخری پندرہ منٹ وقتِ مکروہ کہلاتے ہیں۔ (ردالمحتار، عمدۃ الفقہ)

عصر کے وقتِ مکروہ میں عصر کی نماز ادا کرنے کا حکم:

اوپر بیان ہوا کہ عصر کی نماز میں بلا عذر اس قدر تاخیر کرنا گناہ ہے کہ مکروہ وقت داخل ہو جائے، البتہ اگر کسی نے عصر کی نماز ادا نہیں کی یہاں تک کہ عصر کا مکروہ وقت داخل ہو گیا تو ایسی صورت میں وہ اسی مکروہ وقت ہی میں نماز ادا کرے گا اور یہ نماز ادا ہی شمار ہوگی نہ کہ قضا۔ (عمدۃ الفقہ، ردالمحتار)

مغرب کی نماز کا مکروہ وقت:

مغرب کی نماز میں کسی مجبوری کے بغیر اس قدر تاخیر کرنا گناہ ہے کہ اندھیرا پھیل جائے اور تارے نکل آئیں یعنی عشا کا وقت قریب آجائے، اس کو مغرب کا مکروہ وقت کہتے ہیں، البتہ جب تک عشا کا وقت داخل نہ ہو جائے تب تک ادا کی جانے والی مغرب کی نماز ادا ہی شمار ہوگی۔ (عمدۃ الفقہ، ردالمحتار)

عشا کا وقتِ مستحب، مباح اور مکروہ:

عشا کو ایک تہائی رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے، یعنی مغرب سے لے کر صبح صادق تک جتنا وقت ہے اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے تو شروع کی ایک تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے، البتہ اگر لوگوں کے لیے اس قدر تاخیر گرانی کا باعث ہو جس کی وجہ سے جماعت میں لوگوں کی شرکت متاثر ہوتی ہو تو اس سے پہلے جماعت ادا کرلی جائے کیوں کہ تکثیرِ جماعت مطلوب ہے۔ عشا کی نماز آدھی رات تک مباح ہے، پھر اس کے بعد تک بلا عذر مؤخر کرنا مکروہ ہے، البتہ صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے تک عشا کی نماز ادا ہی شمار ہوتی ہے۔

تفصیلی عبارات

- في صحيح البخاري:

٥٨٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا». وَقَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ».

(بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ)

- وفي سنن الترمذي:

١٠٣٠- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الجُهَنِيِّ قَالَ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا: حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ، وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ: يَكْرَهُونَ الصَّلَاةَ عَلَى الجَنَازَةِ فِي هَذِهِ السَّاعَاتِ، وقَالَ ابْنُ المُبَارَكِ: مَعْنَى هَذَا الحَدِيثِ: «أَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا» يَعْنِي: الصَّلَاةَ عَلَى الجَنَازَةِ، وَكَرِهَ الصَّلَاةَ عَلَى الجَنَازَةِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَعِنْدَ غُرُوبِهَا، وَإِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ، وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: لَا بَأْسَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الجَنَازَةِ فِي السَّاعَاتِ الَّتِي تُكْرَهُ فِيهِنَّ الصَّلَاةُ».(بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ عَلَى الجَنَازَةِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا)

- وفي سنن ابن ماجه:

١٤٨٦- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْجُهَنِيُّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُؤَخِّرُوا الْجِنَازَةَ إِذَا حَضَرَتْ».

- وفي مسند الإمام أحمد:

١١٠ - حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا أَبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: شَهِدَ عِنْدِي

رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ مِنْهُمْ عُمَرُ وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «لَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ».

- وفي مصنف الإمام ابن أبي شيبة:

٧٤٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَفْرِيقِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا صَلاَةَ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلاَّ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلاَةِ الْفَجْرِ».

(من كره إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ أَنْ يُصَلِّيَ أَكْثَرَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ)

- وفي الدر المختار:

(وَكُرِهَ) تَحْرِيمًا، وَكُلُّ مَا لَا يَجُوزُ مَكْرُوهٌ، (صَلَاةٌ) مُطْلَقًا (وَلَوْ) قَضَاءً أَوْ وَاجِبَةً أَوْ نَفْلًا أَوْ (عَلَى جِنَازَةٍ وَسَجْدَةَ تِلَاوَةٍ وَسَهْوٍ) لَا شُكْرٍ. «قُنْيَةٌ» (مَعَ شُرُوقٍ)....(وَاسْتِوَاءٍ)....(وَغُرُوبٍ، إلَّا عَصْرَ يَوْمِهِ) فَلَا يُكْرَهُ فِعْلُهُ لِأَدَائِهِ كَمَا وَجَبَ....(وَيَنْعَقِدُ نَفْلٌ بِشُرُوعٍ فِيهَا) بِكَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ (لَا) يَنْعَقِدُ (الْفَرْضُ) وَمَا هُوَ مُلْحَقٌ بِهِ كَوَاجِبٍ لِعَيْنِهِ كَوِتْرٍ (وَسَجْدَةِ تِلَاوَةٍ، وَصَلَاةِ جِنَازَةٍ تُلِيَتْ) الْآيَةُ (فِي كَامِلٍ وَحَضَرَتْ) الْجِنَازَةُ (قَبْلُ) لِوُجُوبِهِ كَامِلًا فَلَا يَتَأَدَّى نَاقِصًا، فَلَوْ وَجَبَتَا فِيهَا لَمْ يُكْرَهْ فِعْلُهُمَا: أَيْ تَحْرِيمًا. وَفِي التُّحْفَةِ: الْأَفْضَلُ أَنْ لَا تُؤَخَّرَ الْجِنَازَةُ. (وَصَحَّ) مَعَ الْكَرَاهَةِ (تَطَوُّعٌ بَدَأَ بِهِ فِيهَا وَنَذَرَ أَدَاءَ فِيهَا) وَقَدْ نَذَرَهُ فِيهَا (وَقَضَاءُ تَطَوُّعٍ بَدَأَ بِهِ فِيهَا فَأَفْسَدَهُ لِوُجُوبِهِ نَاقِصًا) ثُمَّ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ وُجُوبُ الْقَطْعِ وَالْقَضَاءِ فِي كَامِلٍ كَمَا فِي الْبَحْرِ. وَفِيهِ عَنْ الْبُغْيَةِ: الصَّلَاةُ فِيهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَفْضَلُ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَكَأَنَّهُ لِأَنَّهَا مِنْ أَرْكَانِ الصَّلَاةِ، فَالْأَوْلَى تَرْكُ مَا كَانَ رُكْنًا لَهَا.

- وفي شرحه: رد المحتار:

(قَوْلُهُ: وَكُرِهَ إلَخْ) أُورِدَ أَنَّ بَعْضَ الصَّلَوَاتِ لَا تَنْعَقِدُ فِي هَذِهِ الْأَوْقَاتِ فَلَا يُنَاسِبُهُ التَّعْبِيرُ بِالْكَرَاهَةِ. وَأَجَابَ عَنْهُ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ.... (قَوْلُهُ: مُطْلَقًا) فَسَّرَهُ بِمَا بَعْدَهُ. (قَوْلُهُ: أَوْ عَلَى جِنَازَةٍ) أَيْ إذَا حَضَرَتْ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ، وَكَذَا قَوْلُهُ: «وَسَجْدَةَ تِلَاوَةٍ» أَيْ إذَا تُلِيَتْ فِيهِ، وَإِلَّا فَلَا كَرَاهَةَ كَمَا سَيَذْكُرُهُ الشَّارِحُ.... (قَوْلُهُ: وَسَهْوٍ) حَتَّى لَوْ سَهَا فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ أَوْ فِي قَضَاءِ فَائِتَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَطَلَعَتْ الشَّمْسُ أَوْ احْمَرَّتْ عَقِبَ السَّلَامِ سَقَطَ عَنْهُ سُجُودُ

السَّهْوِ؛ لِأَنَّهُ لِجَبْرِ النُّقْصَانِ الْمُتَمَكِّنِ فِي الصَّلَاةِ فَجَرَى مَجْرَى الْقَضَاءِ وَقَدْ وَجَبَ كَامِلًا فَلَا يَتَأَدَّى فِي نَاقِصٍ. «حِلْيَةٌ»

(قَوْلُهُ: لَا شُكْرٍ «قُنْيَةٌ»)....وَفِي النَّهْرِ أَنَّ سَجْدَةَ الشُّكْرِ لِنِعْمَةٍ سَابِقَةٍ يَنْبَغِي أَنْ تَصِحَّ أَخْذًا مِنْ قَوْلِهِمْ؛ لِأَنَّهَا وَجَبَتْ كَامِلَةً وَهَذِهِ لَمْ تَجِبْ اهـ فَتَحَصَّلَ مِنْ كَلَامِ «النَّهْرِ» مَعَ كَلَامِ «الْقُنْيَةِ» أَنَّهَا تَصِحُّ مَعَ الْكَرَاهَةِ أَيْ لِأَنَّهَا فِي حُكْمِ النَّافِلَةِ، ثُمَّ قَالَ فِي «النَّهْرِ» عَنِ الْمِعْرَاجِ: وَأَمَّا مَا يُفْعَلُ عَقِبَ الصَّلَاةِ مِنَ السَّجْدَةِ فَمَكْرُوهٌ إِجْمَاعًا؛ لِأَنَّ الْعَوَامَّ يَعْتَقِدُونَ أَنَّهَا وَاجِبَةٌ أَوْ سُنَّةٌ اهـ أَيْ وَكُلُّ جَائِزٍ أَدَّى إِلَى اعْتِقَادِهِ ذَلِكَ كُرِهَ.

(قَوْلُهُ: مَعَ شُرُوقٍ) وَمَا دَامَتِ الْعَيْنُ لَا تَحَارُ فِيهَا فِي حُكْمِ الشُّرُوقِ كَمَا تَقَدَّمَ فِي الْغُرُوبِ أَنَّهُ لَا يَصِحُّ كَمَا فِي «الْبَحْرِ» ح. أَقُولُ: يَنْبَغِي تَصْحِيحُ مَا نَقَلُوهُ عَنِ الْأَصْلِ لِلْإِمَامِ مُحَمَّدٍ مِنْ أَنَّهُ مَا لَمْ تَرْتَفِعِ الشَّمْسُ قَدْرَ رُمْحٍ فَهِيَ فِي حُكْمِ الطُّلُوعِ؛ لِأَنَّ أَصْحَابَ الْمُتُونِ مَشَوْا عَلَيْهِ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ حَيْثُ جَعَلُوا أَوَّلَ أَوْقَاتِهَا مِنَ الِارْتِفَاعِ وَلِذَا جَزَمَ بِهِ هُنَا فِي «الْفَيْضِ» وَ«نُورِ الْإِيضَاحِ».

(قَوْلُهُ: وَاسْتِوَاءٍ) التَّعْبِيرُ بِهِ أَوْلَى مِنَ التَّعْبِيرِ بِوَقْتِ الزَّوَالِ؛ لِأَنَّ وَقْتَ الزَّوَالِ لَا تُكْرَهُ فِيهِ الصَّلَاةُ إِجْمَاعًا، «بَحْرٌ» عَنِ «الْحِلْيَةِ»: أَيْ لِأَنَّهُ يَدْخُلُ بِهِ وَقْتُ الظُّهْرِ كَمَا مَرَّ. وَفِي «شَرْحِ النُّقَايَةِ لِلْبُرْجُنْدِيِّ»: وَقَدْ وَقَعَ فِي عِبَارَاتِ الْفُقَهَاءِ أَنَّ الْوَقْتَ الْمَكْرُوهَ هُوَ عِنْدَ انْتِصَافِ النَّهَارِ إِلَى أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ، وَلَا يَخْفَى أَنَّ زَوَالَ الشَّمْسِ إِنَّمَا هُوَ عَقِيبَ انْتِصَافِ النَّهَارِ بِلَا فَصْلٍ، وَفِي هَذَا الْقَدْرِ مِنَ الزَّمَانِ لَا يُمْكِنُ أَدَاءُ صَلَاةٍ فِيهِ، فَلَعَلَّ أَنَّهُ لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ بِحَيْثُ يَقَعُ جُزْءٌ مِنْهَا فِي هَذَا الزَّمَانِ، أَوْ الْمُرَادُ بِالنَّهَارِ هُوَ النَّهَارُ الشَّرْعِيُّ وَهُوَ مِنْ أَوَّلِ طُلُوعِ الصُّبْحِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ، وَعَلَى هَذَا يَكُونُ نِصْفُ النَّهَارِ قَبْلَ الزَّوَالِ بِزَمَانٍ يُعْتَدُّ بِهِ. اهـ. إِسْمَاعِيلُ وَنُوحٌ وَحَمَوِيٌّ. وَفِي «الْقُنْيَةِ»: وَاخْتُلِفَ فِي وَقْتِ الْكَرَاهَةِ عِنْدَ الزَّوَالِ، فَقِيلَ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى الزَّوَالِ لِرِوَايَةِ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ نِصْفَ النَّهَارِ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ. قَالَ رُكْنُ الدِّينِ الصَّبَّاغِيُّ: وَمَا أَحْسَنَ هَذَا؛ لِأَنَّ النَّهْيَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهِ يُعْتَمَدُ تَصَوُّرُهَا فِيهِ

اهـ وَعَزَا فِي «الْقُهُسْتَانِيِّ» الْقَوْلَ بِأَنَّ الْمُرَادَ انْتِصَافُ النَّهَارِ الْعُرْفِيِّ إلَى أَئِمَّةِ مَا رَوَاهُ النَّهْرُ، وَبِأَنَّ الْمُرَادَ انْتِصَافُ النَّهَارِ الشَّرْعِيِّ وَهُوَ الضَّحْوَةُ الْكُبْرَى إلَى الزَّوَالِ إلَى أَئِمَّةِ خُوَارِزْمَ.

(قَوْلُهُ: وَغُرُوبٍ) أَرَادَ بِهِ التَّغَيُّرَ كَمَا صَرَّحَ بِهِ فِي «الْخَانِيَّةِ» حَيْثُ قَالَ: عِنْدَ احْمِرَارِ الشَّمْسِ إلَى أَنْ تَغِيبَ، «بَحْرٌ» وَ«قُهُسْتَانِيٌّ».

(قَوْلُهُ: إلَّا عَصْرَ يَوْمِهِ) قَيَّدَ بِهِ؛ لِأَنَّ عَصْرَ أَمْسِهِ لَا يَجُوزُ وَقْتَ التَّغَيُّرِ؛ لِثُبُوتِهِ فِي الذِّمَّةِ كَامِلًا؛ لِاسْتِنَادِ السَّبَبِيَّةِ فِيهِ إلَى جَمِيعِ الْوَقْتِ كَمَا مَرَّ.

(قَوْلُهُ: فَلَا يُكْرَهُ فِعْلُهُ)؛ لِأَنَّهُ لَا يَسْتَقِيمُ إثْبَاتُ الْكَرَاهَةِ لِلشَّيْءِ مَعَ الْأَمْرِ بِهِ، وَقِيلَ: الْأَدَاءُ أَيْضًا مَكْرُوهٌ. اهـ كَافِي النَّسَفِيِّ.

وَالْحَاصِلُ أَنَّهُمْ اخْتَلَفُوا فِي الْكَرَاهَةِ فِي التَّأْخِيرِ فَقَطْ دُونَ الْأَدَاءِ أَوْ فِيهِمَا، فَقِيلَ بِالْأَوَّلِ وَنَسَبَهُ فِي «الْمُحِيطِ» وَ«الْإِيضَاحِ» إلَى مَشَايِخِنَا، وَقِيلَ بِالثَّانِي وَعَلَيْهِ مَشَى فِي «شَرْحِ الطَّحَاوِيِّ» وَ«التُّحْفَةِ» وَ«الْبَدَائِعِ» وَ«الْحَاوِي» وَغَيْرِهَا عَلَى أَنَّهُ الْمَذْهَبُ بِلَا حِكَايَةِ خِلَافٍ، وَهُوَ الْأَوْجَهُ لِحَدِيثِ مُسْلِمٍ وَغَيْرِهِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْت رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ، يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتَّى إذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ قَامَ يَنْقُرُ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللهَ فِيهَا إلَّا قَلِيلًا» اهـ «حِلْيَةٌ»، وَتَبِعَهُ فِي «الْبَحْرِ».

وَلَا يَخْفَى أَنَّ كَلَامَ الشَّارِحِ مَاشٍ عَلَى الْأَوَّلِ لَا الثَّانِي، فَافْهَمْ، قَالَ فِي «الْقُنْيَةِ»: وَيَسْتَوْفِي سُنَّةَ الْقِرَاءَةِ؛ لِأَنَّ الْكَرَاهَةَ فِي التَّأْخِيرِ لَا فِي الْوَقْتِ. اهـ....

(قَوْلُهُ: وَيَنْعَقِدُ نَفْلٌ إلَخْ) لَمَّا كَانَ قَوْلُهُ: «وَكُرِهَ» شَامِلًا لِلْمَكْرُوهِ حَقِيقَةً وَالْمَمْنُوعِ أَتَى بِهَذِهِ الْجُمْلَةِ بَيَانًا لِمَا أَجْمَلَهُ ط.

وَاعْلَمْ أَنَّ مَا يُسَمَّى صَلَاةً وَلَوْ تَوَسُّعًا إمَّا فَرْضٌ أَوْ وَاجِبٌ أَوْ نَفْلٌ، وَالْأَوَّلُ عَمَلِيٌّ وَقَطْعِيٌّ، فَالْعَمَلِيُّ الْوِتْرُ، وَالْقَطْعِيُّ كِفَايَةٌ وَعَيْنٌ، فَالْكِفَايَةُ صَلَاةُ الْجِنَازَةِ، وَالْعَيْنُ الْمَكْتُوبَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ وَالسَّجْدَةُ الصُّلْبِيَّةُ، وَالْوَاجِبُ إمَّا لِعَيْنِهِ، وَهُوَ مَا لَا يَتَوَقَّفُ وُجُوبُهُ عَلَى فِعْلِ الْعَبْدِ، أَوْ لِغَيْرِهِ وَهُوَ مَا يَتَوَقَّفُ عَلَيْهِ؛ فَالْأَوَّلُ الْوِتْرُ فَإِنَّهُ يُسَمَّى وَاجِبًا كَمَا يُسَمَّى

فَرْضًا عَمَلِيًّا وَصَلَاةُ الْعِيدَيْنِ وَسَجْدَةُ التِّلَاوَةِ، وَالثَّانِي سَجْدَتَا السَّهْوِ وَرَكْعَتَا الطَّوَافِ وَقَضَاءُ نَفْلٍ أَفْسَدَهُ وَالْمَنْذُورُ، وَالنَّفَلُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَغَيْرُ مُؤَكَّدَةٍ.

وَاعْلَمْ أَنَّ الْأَوْقَاتَ الْمَكْرُوهَةَ نَوْعَانِ:

الْأَوَّلُ: الشُّرُوقُ وَالِاسْتِوَاءُ وَالْغُرُوبُ.

وَالثَّانِي: مَا بَيْنَ الْفَجْرِ وَالشَّمْسِ، وَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إلَى الِاصْفِرَارِ، فَالنَّوْعُ الْأَوَّلُ لَا يَنْعَقِدُ فِيهِ شَيْءٌ مِن الصَّلَوَاتِ الَّتِي ذَكَرْنَاهَا إذَا شَرَعَ بِهَا فِيهِ، وَتَبْطُلُ إنْ طَرَأَ عَلَيْهَا إلَّا صَلَاةَ جِنَازَةٍ حَضَرَتْ فِيهَا وَسَجْدَةٌ تُلِيَتْ آيَتُهَا فِيهَا وَعَصْرُ يَوْمِهِ وَالنَّفَلُ وَالنَّذْرُ الْمُقَيَّدُ بِهَا وَقَضَاءُ مَا شَرَعَ بِهِ فِيهَا ثُمَّ أَفْسَدَهُ، فَتَنْعَقِدُ هَذِهِ السِّتَّةُ بِلَا كَرَاهَةٍ أَصْلًا فِي الْأُولَى مِنْهَا، وَمَعَ الْكَرَاهَةِ التَّنْزِيهِيَّةِ فِي الثَّانِيَةِ والتحريمية فِي الثَّالِثَةِ، وَكَذَا فِي الْبَوَاقِي، لَكِنْ مَعَ وُجُوبِ الْقَطْعِ وَالْقَضَاءِ فِي وَقْتٍ غَيْرِ مَكْرُوهٍ:

وَالنَّوْعُ الثَّانِي يَنْعَقِدُ فِيهِ جَمِيعُ الصَّلَوَاتِ الَّتِي ذَكَرْنَاهَا مِنْ غَيْرِ كَرَاهَةٍ، إلَّا النَّفَلَ وَالْوَاجِبَ لِغَيْرِهِ فَإِنَّهُ يَنْعَقِدُ مَعَ الْكَرَاهَةِ، فَيَجِبُ الْقَطْعُ وَالْقَضَاءُ فِي وَقْتٍ غَيْرِ مَكْرُوهٍ اهـ ح مَعَ بَعْضِ تَغْيِيرٍ...(قَوْلُهُ: لِعَيْنِهِ) هَذَا التَّقْيِيدُ غَيْرُ صَحِيحٍ فَإِنَّهُ يَقْتَضِي أَنَّ الْوَاجِبَ لِغَيْرِهِ يَنْعَقِدُ فِي هَذِهِ الْأَوْقَاتِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ كَمَا صَرَّحَ بِهِ فِي الْبَحْرِ وَالْقُهُسْتَانِيِّ وَالنَّهْرِ خِلَافًا لِمَا فِي نُورِ الْإِيضَاحِ، أَفَادَهُ ح.

(قَوْلُهُ: وَسَجْدَةِ تِلَاوَةٍ إلَخْ) مَعْطُوفٌ عَلَى وِتْرٍ فِي عِبَارَةِ الشَّارِحِ وَأَصْلُهُ الرَّفْعُ فِي عِبَارَةِ الْمَتْنِ عَطْفًا عَلَى الْفَرْضِ. قَالَ الشَّارِحُ فِي «الْخَزَائِنِ»: وَسُجُودُ السَّهْوِ كَالتِّلَاوَةِ، فَيَتْرُكُهُ لَوْ دَخَلَ وَقْتُ الْكَرَاهَةِ اهـ وَقَدَّمْنَاهُ.

(قَوْلُهُ: وَصَلَاةِ جِنَازَةٍ) فِيهِ أَنَّهَا تَصِحُّ مَعَ الْكَرَاهَةِ كَمَا فِي الْبَحْرِ عَن الْإِسْبِيجَابِيِّ وَأَقَرَّهُ فِي «النَّهْرِ». اهـ ح.

قُلْت: لَكِنْ مَا مَشَى عَلَيْهِ الْمُصَنِّفُ هُوَ الْمُوَافِقُ لِمَا قَدَّمْنَاهُ عَنْ ح فِي الضَّابِطِ وَلِلتَّعْلِيلِ الْآتِي وَهُوَ ظَاهِرُ «الْكَنْزِ» وَ«الْمُلْتَقَى» وَ«الزَّيْلَعِيِّ»، وَبِهِ صَرَّحَ فِي «الْوَافِي» وَ«شَرْحِ الْمَجْمَعِ» وَ«النُّقَايَةِ» وَغَيْرِهَا.

(قَوْلُهُ: فَلَوْ وَجَبَتَا فِيهَا) أَيْ بِأَنْ تُلِيَتْ الْآيَةُ فِي تِلْكَ الْأَوْقَاتِ أَوْ حَضَرَتْ فِيهَا الْجِنَازَةُ.

(قَوْلُهُ: أَوْ تَحْرِيمًا) أَفَادَ ثُبُوتَ الْكَرَاهَةِ التَّنْزِيهِيَّةِ. (قَوْلُهُ: وَفِي التُّحْفَةِ إلَخْ) هُوَ كَالِاسْتِدْرَاكِ عَلَى مَفْهُومِ قَوْلِهِ أَيْ تَحْرِيمًا، فَإِنَّهُ إذَا كَانَ الْأَفْضَلُ عَدَمَ التَّأْخِيرِ فِي الْجِنَازَةِ فَلَا كَرَاهَةَ أَصْلًا، وَمَا فِي التُّحْفَةِ أَقَرَّهُ فِي الْبَحْرِ وَالنَّهْرِ وَالْفَتْحِ وَالْمِعْرَاجِ حَضَرَتْ " وَقَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ: وَالْفَرْقُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ سَجْدَةِ التِّلَاوَةِ ظَاهِرٌ؛ لِأَنَّ تَعْجِيلَ فِيهَا مَطْلُوبٌ مُطْلَقًا إلَّا لِمَانِعٍ، وَحُضُورُهَا فِي وَقْتٍ مُبَاحٍ مَانِعٌ مِنْ الصَّلَاةِ عَلَيْهَا فِي وَقْتٍ مَكْرُوهٍ، بِخِلَافِ حُضُورِهَا فِي وَقْتٍ مَكْرُوهٍ وَبِخِلَافِ سَجْدَةِ التِّلَاوَةِ؛ لِأَنَّ التَّعْجِيلَ لَا يُسْتَحَبُّ فِيهَا مُطْلَقًا اهأَيْ بَلْ يُسْتَحَبُّ فِي وَقْتٍ مُبَاحٍ فَقَطْ فَثَبَتَتْ كَرَاهَةُ التَّنْزِيهِ فِي سَجْدَةِ التِّلَاوَةِ دُونَ صَلَاةِ الْجِنَازَةِ.

مبین الرحمٰن

نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

27 ربیع الثانی 1440ھ/4 جنوری 2019ء

بروز جمعہ

03362579499